

ہندی کے ساتھ میرے تجربات

کیرین ینگ کیشپ



طلباً و طالبات نے روایتی پنجابی قصص پیش کئے، ہندی لکھیں، گیت کائے اور میلے میں آنے والوں کا خیر مقدم تک لگا کر کیا۔

ہندی سکھنا ایک مشکل ترجیحی خیال تھا۔ پیشہوارانہ طور پر میں نے اسے صرف بولنے میں مفید پایا بلکہ میں ریٹی یو اور فیڈی کی نشریات کو بچھتی ہوں اور ترجمہ کا انتظار کئے بغیر بریکنگ اسٹوری پر کام کر سکتی ہوں۔ میں ان ہندوستانیوں کے ساتھ کام کر سکتی ہوں جن کے ساتھ کام کرنا بخوبی ہندی جانے مشکل ہوتا ہے میں ان لوگوں سے خواہ دو تھوڑی انگریزی بول لیتے ہوں ان کی مادری زبان میں بات چیت کر سکتی ہوں۔ جب میں یہاں آئی تو مجھے اپنے معاونین کے ساتھ زیادہ بہتر تالیں میں باتے میں اس کا بڑا فائدہ ہوا جب انہوں نے جانا کہ میں ان کی اپنی زبان بولنا جانتی ہوں۔ میرے ساتھی میری موجودگی میں میرے متعلق ہندی میں ہنسی مذاق کرتے تو میں ان سے بعد میں صرف اتنا کہتی کہ یہاں جو کچھ کہا جاہے میں سب کچھ ہوں۔

ہندی سکھنے کے چھ ماہ میرے ہندوستان آنے میں اس وقت بڑے مدگار تابت ہوئے جب میرا خاندان جو لائی میں یہاں آیا۔ مجھے تو یہاں اجنبیتی محسوس ہوئی اور تھا میں کسی شفافی صدے سے دوچار ہوئی۔ زبان و ثقافت کی جانکاری نے مجھے زیادہ موثر سفارت کا رہنا دیا اور مجھ پر ایک انتہائی قدیم اور

ٹیکھیں تک ہندی سکھنا ہی میرا کام تھا۔ جس نے اس زبان پر توجہ مرکوز کرنا اور ہندوستانی ثقافت کے گوناگون پہلوں کو دوسرے امریکی سفارت کارروں نے بھی ہندوستانی زبان و ثقافت کو جانے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اس موقع کا فائدہ اٹھا سکیں جو حکم امور خارجہ کے ذریعہ ہمیں دی گئی ہے۔ زبان کا ایسا علم ہمیں زیادہ پا اڑ جاتا ہے اور ہمارے درمیان اعتماد اور سمجھ کے پل تھیر کرتا ہے۔ صدر امریکہ کے نیشنل سیکورٹی لیٹگوچ ایشیائیوں کی بدولت ابھی مجھے ہیسے بہت سے لوگوں میں یہ تہذیلی آئے گی کہ وہ عام امریکی ہونے کے باوجود ہندی بولنا اور سکھنا جانتے ہیں۔ □

مصنفوں کے بارے میں: مضمون ٹھار امریکی سفارت خانہ کی اسٹنٹ انفارمیشن آفیسز ہیں۔

معلم شہر کا ایک بڑا نقش لاگیں۔ انہوں نے ہم سے چیزیں سمجھنے والے ہوئی تکمیل کیا۔ میں کرنے کو بھا جس میں دامیں بائیں مژنے کے علاوہ ایک پل کو پار کرنا بھی شامل تھا۔ انہوں نے اس کے لئے پلاسٹک کے ایک نارنگی رنگ کے گھوڑے کو پورے نقش پر گھمایا۔ جب ہم ریلوے اسٹیشن جانے کے لئے مڑے تو ایک دریا میں تیر گئے کیونکہ ہم پل کا لفظ بھول گئے تھے جسے پار کر کے منزل تک پہنچتا تھا۔ ہر حال یہ غریب ہوں ہمچنان کہ ختم ہوا۔ اس طرح کی عملی مشقیں میرے لئے یہاں ہندوستان میں بہت ہی مفید تھیں میں مجھے دقتون کا سامنا فیض کرنا پڑا۔

ہمارے مسلمین ہمیں مدرسہ، مسجد، پارچوں کی دکانیں اور ریسٹوران دکھانے لے گئے، یہاں تک کہ ایک مقامی سینما ہال میں بانی و وڈا کی بہت سی تازہ فلمیں بھی دکھائیں۔ درگاہ کے باہر کی تمام مشقیں ہم نے ہندی میں مکمل کیں جس میں ہندی بولنے والوں سے امریکہ اور ہندوستان میں ان کی زندگیوں کے تعلق سے بات چیت کرنا بھی شامل تھا۔ ان تمام تجربات نے نہ صرف ہندوستانی ثقافت اور اقدار کی ہماری معلومات میں اضافہ کیا بلکہ یہ ہندی بول چال میں ہمارے اعتماد کی تعمیر میں مددگار رہا۔

چھ میسینے تک ہندی سکھنا ہی میرا کام تھا۔ جس نے اس زبان پر توجہ مرکوز کرنا اور ہندوستانی ثقافت کے گوناگون پہلوں کو جذب کرنا آسان بنادیا۔ اب ہم ہندی، اردو، بھلک، بینیالی، تھل، ملیالم اور پشتو کی معلومات و مuslim کے ساتھ رہتے تھے۔ میں نے ایک پارلر بیٹاں بھی منعقد کرنے لگے۔ ہم ایک معلم کے گھر ہندوستانی کھانا پکانا نے کامی درس لینے کے لئے گئے جہاں ایک یادگار ظہرا نہ پر اپنی محنت کے پہلوں سے خوب محفوظ ہوئے۔

میں نے اس وقت جانا کہ ہمارا پڑھنا لکھنا واقعی کارگر ہے۔

جب مجھے میری معلم نے جو بائیوگرامی زبانوں کے شعبے کے سالانہ میلے میں حصہ لینے کے لئے کہا اور میں نے باہم میں چراغ سے سالانہ میلے میں حصہ لینے کے لئے کہا اور میں نے باہم میں چراغ سے سالانہ میلے میں حصہ لینے کے لئے کہا اور میں نے باہم میں چراغ سے سالانہ میلے میں حصہ لینے کے لئے کہا۔

ہندی عربی، اردو، جیتنی اور روپی زبانیں سمجھنے والے امریکی سفارت کارروں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اس بڑھتے کیفر میں شامل ہوں۔

ہندوستان میں اپنی سفارتی ذمہ داریاں سنبھالنے سے قبل میں نے امریکی ملک خارج کے فاران سروں اُنمیٰ بیوٹ میں خود کو ہندی زبان کی تعلیم و تربیت کے لئے چیل کیا تو ہندی اپنے مخصوص رسم الخط اور صفتیات کے باعث بڑی مشکل اور حوصلہ جن معلوم ہوئی۔ پھر بھی اگلے چھ ماہ تک ہندی سکھنا میری زندگی کا مقصد تھا۔

پہلے دن ہم نے دیوناگری رسم الخط اور حروف جنی کو یاد کرنے میں چار گھنٹے صرف کئے۔ یہ بات میرے لیے حوصلہ نہیں تھی کہ

شام تک میں نے صرف چار گھنٹے سمجھے۔ ہم ایک ایک فتح میں ایک بھی سور (حروف علت) بھی سمجھے سکتے تھے۔ تین دقتون کے بعد ہم نے تمام حروف جنی کو جانا۔ ہمارے مسلمین جو لکھنؤ، دہلی، سیکھات اور پنجاب سے تعلق رکھنے والے غیر مقيم ہندوستانی تھے، کلاس میں ہمیں ہندی زبان کے اخبارات پڑھ کر سناتے اور ہم ان آسان الفاظ کی نشاندہی کرتے جنہیں جانتے تھے۔ ان شروعاتی دقتون میں میں کلاس سے ٹھڈھالی کیا۔ کیونکہ دیوناگری رسم الخط میں یہ کریں کوں لینا میرے لئے کسی غریماری سے کام نہ تھا۔

جب ہماری روایتی بڑھتی تو ہم مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کرنے لگے جن میں رامائی، زراعت، بھنی سائل، ثقافت، موسیم، جرمائی، سیاست، اچھے آئی وی رائیز، بازار و خریداری، سیاحت، تقل و حمل اور یہاں تک کہ کھانا پکانا شامل تھا۔ میں نے افراد خاندان کے نام مثلاً پچھا، چاچی، تایا اور تایا زاد بھائی وغیرہ کو سمجھا۔ شجرہ خاندان کی مدد سے ان مختلف النوع اتفاقات کو سیکھا جو ہندوستان کے لوگ اپنے رشتہ داروں کو پکارنے میں استعمال کرتے ہیں جیسے موی، جی، سالی، جی، دادی، جی، وغیرہ۔

آخریں درگاہ میں نقش جات پر تجویز مرکوز کی گئی۔ ہندوستان کے بیانوی اسکولوں میں مستعمل دقتون اور چاروں کی مدد سے ہم کچھلوں، بزریوں، جسم کے مختلف حصوں، چڑافیائی، چیزوں اور جانوروں کے ناموں سے واقف ہوئے۔ ایک دن ہماری ایک